112


تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی

قادیان


# اخبار الفضل

ہفتہ میں دو بار


ایڈیٹر :- غلام نبی ✦ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۱۹ | مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۵ محرم سنہ ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱




## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں حضور نے ۲ ستمبر سے درس قرآن کریم دینا شروع فرما دیا ہے۔

ملکانوں میں تبلیغ کے لئے کچھ احباب روانہ ہو چکے ہیں۔ اور کچھ عنقریب جانے والے ہیں۔ ابھی مزید مبلغوں کی ضرورت ہے۔ جو اصحاب فوراً جانے کے لئے تیار ہو سکتے ہوں۔ دفتر انسداد ارتداد میں بہت جلدی اطلاع دیں۔

اخبار ملاپ نے جو یہ خبر شائع کی ہے کہ محمد صادق سابق ستیہ دیو جو علاقہ ارتداد میں اشدھی کا کام کرتے ہوئے مسلمان ہوا تھا۔ مرتد ہو گیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ وہ یہاں دینی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

## کیا فرماتے ہیں خریداران الفضل؟
## ایک نہایت ضروری اور مفید تجویز کے متعلق

ہمارا مالی سال یکم اکتوبر سے شروع ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر آئندہ سال کے بجٹ پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ چونکہ ابتداء میں الفضل کی تقطیع ۲۶×۳۰ تھی۔ اور اس کے بعد ۲۲×۱۸ مالی مشکلات کی وجہ سے کی گئی۔ اور پہلے ہفتہ میں تین بار چھپتا تھا۔ پھر مجبوراً ہفتہ میں دو بار کیا گیا۔ اسلئے اب کہ جنگ و قحط کا زمانہ ختم ہو رہا ہے۔ تجویز درپیش ہے کہ الفضل کو اپنی پہلی حالت پر لایا جائے۔ اس کے لئے دو تجاویز ہیں :-

ایک تو یہ کہ بدستور سابق ۲۲×۱۸ ۸ صفحے کے حجم کا ہفتہ میں تین بار شائع ہو۔ اس صورت میں ستر روپیہ ماہوار صرف ٹکٹوں کا خرچ اور اسکے علاوہ عملہ مینجر و ایڈیٹر میں ایزادی اخراجات لازمی ہے۔ جس کا اندازہ دو ہزار روپیہ ہے۔ ان زائد اخراجات کو پورا کرنے کے لئے قیمت بجائے سات روپیہ کے آٹھ روپے کرنی پڑیگی۔ اس تجویز کے متعلق ایڈیٹر صاحب کو اعتراض ہے۔ کیونکہ ایک تو ۸ صفحے کا اخبار ۲۲×۱۸ تقطیع پر بے حیثیت سا نظر آتا ہے۔ دوم صفحات اس قدر کم ہیں کہ خطبہ جمعہ جیسا اہم اور ضروری مضمون بھی ایک ہی اشاعت میں اکثر اوقات نہیں آسکیگا کیونکہ صفحہ ۱ و ۲ احمدیہ اخبارات کے لئے۔ ۳ و ۴ لیڈنگ آرٹیکل نوٹ اور صفحہ ۷ خبروں اور صفحہ ۸ اشتہارات کے لئے ہوگا۔ صرف پانچواں اور چھٹا صفحہ ہونگے۔ جو مراسلات و خطبہ جمعہ۔ مکتوبات حضرت خلیفۃ المسیح حضور کی متفرق مواقع کی تقریروں اور احمدی مبلغین کی رپورٹوں وغیرہ کے لئے بالکل ناکافی ہیں۔ سوم دیہاتی خریداروں کو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ جہاں ڈاک روزانہ نہیں پہنچتی

چہارم ۔ اس صورت میں قیمت لازمی طور پر ایک روپیہ بڑھانی پڑیگی ۔ مگر مضامین کے لئے موجودہ صورت کی نسبت زیادہ گنجائش نہیں نکل سکیگی ۔ اور جو خرچ بڑھیگا اس کا بہت زیادہ حصہ ڈاک خانہ کی نذر ہو گا ۔

دوسری تجویز یہ ہے ۔ کہ چونکہ موجودہ بارہ صفحوں میں مضامین کم آتے ہیں ۔ اور بعض ضروری الاشاعت و اہم مضامین وقت پر چھپنے سے رہ جاتے ہیں ۔ اس لئے اخبار $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۴}$ تقطیع پر کر دیا جائے ۔ اس صورت میں مضمون حال کی نسبت ڈیوڑھا آجائے گا ۔ اور یوں بھی اخبار شاندار معلوم ہو گا ۔ لیکن چونکہ کاغذ و چھپوائی و لکھوائی کا خرچ ڈیوڑھا ہو جائیگا ۔ جو دو ہزار کے قریب کا تخمینہ ہے ۔ اس لئے اس صورت میں بھی ایک روپیہ قیمت میں اضافہ کرنا پڑے گا ۔ البتہ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ چھ ماہ انتظار کروں گا ۔ اگر اتنی مدت میں احباب نے پانسو خریدار مزید دیئے ۔ تو پھر قیمت بڑھانے کی ضرورت نہیں آئیگی ۔ ورنہ ایک روپیہ ہر خریدار سے وصول کر لیا جائیگا ۔ الفضل کا سائز بڑھانے پر کاغذ موجودہ کاغذ سے بہت اعلیٰ لگیگا ۔ لکھائی بھی موٹی ہو گی ۔ موجودہ سائز پر نہ تو ایسا کاغذ لگایا جا سکتا ہے ۔ جو خوبصورت ہونے کے علاوہ دیرپا ہو ۔ اور نہ باریک اور گنجان لکھائی کے متعلق احباب کو جو شکایت ہے ۔ وہ دور کی جا سکتی ہے ۔

ایک تیسری تجویز بھی ہو سکتی ہے کہ اخبار ۱۶ صفحے کر دیا جائے ۔ مگر مطبع کی مشکلات کی وجہ سے اس کا عملدرآمد فی الحال محال ہے ۔ اور اسلئے خارج از بحث ہے ۔

احباب سے درخواست ہے ۔ کہ ہفتہ کے اندر اندر اپنی اپنی آراء سوچ سمجھ کر مینیجر الفضل کو اطلاع دیں تاکہ فیصلہ کرتے وقت آپ صاحبان کے مشورے کو مجلس شوریٰ میں مدنظر رکھا جا سکے ۔

شاید بعض احباب کو $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۴}$ سائز کا پتہ نہ لگے اسلئے یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جس تقطیع پر الفضل کو جاری کیا تھا وہ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۴}$ تھی ۔

خاکسار ۔ مینیجر الفضل قادیان

# پنڈت کالیچرن کا چیلنج مباحثہ منظور

پنڈت کالیچرن نے آگرہ سے علماء اسلام کو پرتاپ ۳۰ اگست میں مناظرہ کا چیلنج دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اس مضمون پر بحث کی جائے کہ اسلام اور ویدک دھرم میں سے کونسا مذہب دنیا کے لئے مفید اور بابرکت اور خدائی مذہب ہے ۔ ہم پنڈت صاحب کے اس چیلنج کو سادی شرائط پر خوشی سے قبول کرتے ہوئے انکو مطلع کرتے ہیں کہ وہ جس میدان میں بحث کرنا چاہیں ۔ ہم احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے تیار ہیں ۔

پنڈت صاحب کا اپنے چیلنج میں یہ کہنا کہ مناظرہ طرفین کی زبان عربی و سنسکرت میں ہو گا ۔ ایک لغو بات ہے جس کی لغویت وہ یہ لکھ کر خود ہی ثابت کر رہے ہیں کہ " حاضرین کی سہولیت کے لئے اردو میں ترجمہ کیا جائیگا " ایسی زبان میں بحث کرنا محض بیہودہ ہے ۔ جو بغیر ترجمہ کے سمجھی ہی نہیں جا سکتی ۔ اور یہ شرط لگانا ایسا ہی لغو ہے ۔ جیسا کہ آریوں کے ایشور کا اس زبان میں شریعت کا الہام کرنا جس کو رشی نہیں جانتے تھے اور ان کے سمجھانے کے لئے دوبارہ انکی زبان میں ترجمہ کرنے کی ضرورت پڑی ۔

ہاں اگر پنڈت صاحب کو عربی اور سنسکرت میں مباحثہ کا شوق ہے تو ہم انکو آسان راہ بتاتے ہیں ۔ اور وہ یہ کہ سنسکرت ایک مردہ زبان ہے اسمیں بحث کرنے کیلئے عدم آباد مناسب مقام ہے ۔ اور عربی زندہ زبان ہے ۔ اس کیلئے ہر ملک میں جہاں مسلمان آباد ہوں بحث ہو سکتی ہے ۔ پھر بھی سب سے مناسب مقام اسکے لئے مصر اور شام اور عرب ہیں ۔ اگر مصر و شام و عرب دور معلوم ہوں ۔ تو اس ملک میں بھی عربی میں بعد تصفیہ شرائط بحث ہو سکتی ہے ۔ ورنہ اردو ہی ایک ایسی زبان ہے جو ہندوستان کی زبان ہے ۔ اور اسکو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں اسلئے ہم آپ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے توقع کرتے ہیں کہ آپ اپنے پیشرو جناب شردھانند کی طرح ہماری قبولیت دعوت کو پی نہیں جائینگے ۔

جلال الدین شمس (مولوی فاضل) احمدی مجاہد احمدیہ دار التبلیغ آگرہ

## علاقہ ارتداد کیلئے مبلغین کی فوری ضرورت

۱۵ ستمبر ۱۹۲۳ء تک علاقہ ارتداد میں بھیجنے کے لئے ہمیں مبلغین کی فوری ضرورت ہے ۔ پس جو احباب اس تاریخ تک روانہ ہو سکتے ہوں ۔ وہ اس اعلان کو پڑھتے ہی بواپسی ڈاک اطلاع دیں ۔ اور پھر جانے کے لئے دفتر انسداد کی اطلاع کے منتظر رہیں ۔ جسوقت ان کو ہمارا خط پہنچے اسی وقت فوراً روانہ ہو جائیں ۔ احباب بہت جلدی اس بارے میں اطلاع دیں ۔ نیز مقامی سکرٹری صاحبان ایسے اصحاب کے ناموں سے ہمیں مطلع کریں ۔

خاکسار مرزا شریف احمد ۔ نائب ناظر صیغہ انسداد ارتداد قادیان

# ٹیری ٹوریل فوج کے متعلق اعلان

ٹیری ٹوریل فوج کے لئے ۱۲ رنگروٹوں کی ضرورت ہے ۔ احباب جلد مہیا فرما کر ان کے نام بھجوا دیں ۔ تاکہ ان کا ڈاکٹری معائنہ کرا کر نام درج کرایا جا سکے ۔ نئے رنگروٹوں کے لئے سکھلائی کا کام ۵ جنوری ۱۹۲۴ء سے شروع ہو گا ۔ اور پرانے بھرتی شدہ اصحاب کی حاضری جالندھر میں ۲ فروری کو ہو گی ۔ جو وہاں ۹ فروری تک کام سیکھتے رہینگے ۔ امسال خصوصیت سے کمانڈنگ افسر صاحب بہادر نے مجھے اطلاع دی ہے کہ غیر حاضر لوگوں پر مقدمات فوجداری چلائے جا دینگے ۔ لہذا یہ امر خوب ذہن نشین ہونا چاہیئے کہ نام درج ہونے کے بعد پھر نہ حاضر ہونا اور بغیر کسی بہت ہی زبردست وجہ کے حاضری سے گریز کرنا بہت ہی قابل افسوس فعل ہے ۔ جس سے سلسلہ بدنام ہوتا ہے ۔ لہذا اس خاص شرط حاضری کے ماتحت احباب اپنے علاقہ سے خواہشمند اصحاب کو بھرتی کرائیں ۔ جو لوگ بھرتی ہونا چاہیں ۔ وہ دار الامان میں یکم جنوری ۱۹۲۴ء کو ضرور پہنچ جائیں ۔ اور جو لوگ جس انجمن کے بھرتی ہو چکے ہیں ۔ وہ انجمن ایسے لوگوں کو جہاں جہاں ہوں ۔ اطلاع بھیجدے کہ تاریخ مقررہ پر پہنچنے والوں پر

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

یوم جمعہ - قادیان دار الامان - مورخہ ۷ ستمبر ۲۳ء

# کیا مہاشہ شردھانند جی مباحثہ سے فرار اختیار کرینگے؟

## مباحثہ سے بچنے کے لئے لغو ترین عذر

مہاشہ شردھانند جی کی دعوت مناظرہ کی منظوری ہماری طرف سے جو تار ہندو مسلم اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اور جو براہ راست مہاشہ صاحب موصوف کو بھی بھیجا گیا تھا۔ اس کا تا حال انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حالانکہ ان کا فرض تھا کہ اس بارے میں بہت جلدی ہم سے ضروری شرائط طے کرنے کی کارروائی شروع کر دیتے۔ جس کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں۔ مگر معلوم نہیں مہاشہ جی کس سوچ میں ہیں البتہ اخبار "پرکاش" نے ان کی مشکل آسان کرنے اور مباحثہ کا پیالہ ٹالنے کے لئے ایک بہانہ پیش کیا ہے۔ دیکھئے مہاشہ جی اس کی بنا پر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا اسی قسم کا کوئی اور بہانہ تلاش کرتے ہیں۔ بہرحال ہمارا خیال ہے۔ کہ مہاشہ جی بآسانی ہمارے مقابلہ میں آنے کے لئے آمادہ نہیں ہونگے۔ اور ہم سے بھاگنے کے لئے کوئی راہ تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہونگے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو۔ تو ہم سے بڑھ کر اور کسی کو خوشی نہ ہوگی۔ اور ہم سمجھیں گے کہ آریوں میں ابھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جنہیں اپنی زبان کا کچھ نہ کچھ پاس ہے۔

اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پرکاش نے مہاشہ جی کو مباحثہ سے بچانے کے لئے جو بہانہ تراشا ہے۔ اس کے متعلق تفصیل سے عرض کر دیا جائے۔ تاکہ اس کی لغویت عام لوگوں کے علاوہ خود آریوں کو بھی معلوم ہو جائے۔

پرکاش (۲۶ر اگست) ہمارے چیلنج کے جواب پر لکھتا ہے:-

"اس وقت تک ذمہ دار اسلامی جماعتوں میں سے کسی نے چیلنج کا جواب نہیں دیا۔ اور نہ ہی کسی ذمہ دار جماعت کی طرف سے سوامی جی کے دورہ میں وگھن ڈالا گیا البتہ زین العابدین ولی اللہ شاہ نامی ایک قادیانی مرزائی جماعت کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ میں احمدی جماعت کیطرف سے اس دعوت کو قبول کرتا ہوں۔ بھلا ان سے کوئی پوچھے۔ کہ آپ کب سے مسلمانوں کی طرف سے وکیل مقرر ہوئے ہیں۔ مسلمان تو آپ کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ ابھی گوجرانوالہ سے شائع شدہ اس مضمون کا ایک اشتہار موصول ہوا ہے۔ وغیرہ سوامی جی نے اپنے چیلنج میں تمام طبقہ ہائے اسلام کی ان ذمہ دار جماعتوں کا نام بھی لکھ دیا ہے پھر قادیانی جماعت کی طرف سے چیلنج کا جواب کچھ معنی نہیں رکھتا۔ ہاں اگر قادیانی جماعت کو مباحثہ کا شوق ہے تو ہر ایک آریہ سماج ان کی خاطر کیلئے حاضر ہے۔"

پرکاش کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ جماعت احمدیہ تمام مسلمانوں کی وکیل نہیں ہے۔ اس لئے اس کا چیلنج منظور کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا شردھانند جی نے اپنے چیلنج میں یہ بھی شرط لگائی تھی۔ کہ جب تک کوئی ایسی جماعت جسے تمام مسلمان اپنا وکیل مقرر کریں۔ چیلنج کا جواب نہ دیگی۔ اس وقت تک مباحثہ کے لئے سامنے نہ آؤں گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو جمعیۃ العلماء ہند۔ جمعیۃ تبلیغ اسلام اور مرکزی خلافت کمیٹی کا نام لینے کے ساتھ ہی یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ "یا کسی ذمہ دار جماعت کی طرف سے"۔ جس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک ان انجمنوں کے علاوہ کوئی اور بھی جماعت فریق ہو سکتی ہے۔ اور اس لحاظ سے دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جیسی ذمہ دار اور منتظم جماعت اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ صرف یہی جماعت ہے۔ جو ایک شخص کو اپنا واجب الاطاعت لیڈر سمجھتی ہے۔ اور اس کے ہر ایک فیصلہ اور حکم کو ماننا اپنا فرض خیال کرتی ہے۔ اسکے علاوہ اور کوئی جماعت آریوں کو ایسی نہیں مل سکتی۔ جو ایک مسلک میں منسلک ہو۔ اور جو ساری کی ساری کسی شخص کا ساختہ پرداختہ منظور کرنے کے لئے تیار ہو۔ پس ذمہ داری کے لحاظ سے جماعت احمدیہ سب سے بڑھ کر ذمہ دار ہے۔ اور میدان ارتداد میں بھی مذہبی مقابلہ کے لحاظ سے جماعت احمدیہ ہی سب سے زیادہ آریوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ جس کا اعتراف نہ صرف عام آریہ متعدد مرتبہ کر چکے ہیں۔ بلکہ فتنہ ارتداد کے بہت بڑے راہنما لالہ ہنسراج جی بھی ۲۳ر اگست کے "ملاپ" میں لکھ چکے ہیں۔

رہی یہ بات کہ جماعت احمدیہ اس مباحثہ میں مسلمانوں کی وکیل ہے یا نہیں۔ اس کا پتہ ان عنوانات سے لگ سکتا ہے جو معزز اسلامی اخبارات نے مباحثہ کی منظوری کے متعلق ہمارے تار کو درج کرتے ہوئے رکھے۔ چنانچہ معزز معاصر "ہمدم" ۲۳ر اگست نے یہ عنوان رکھا کہ "مسلمان سوامی شردھانند کی تجاویز پر مناظرہ کو تیار ہیں"۔ اسی طرح معزز معاصر ہمبیہ اخبار ۲۲ر اگست نے یہ عنوان رکھا کہ "سوامی شردھانند سے مسلمان مباحثہ کے لئے تیار ہیں"۔ معزز معاصر وکیل میں یہ تار اس عنوان سے شائع ہوا۔ کہ "سوامی شردھانند کا چیلنج علمائے اسلام کو اور چیلنج منظور"۔

اس سے ظاہر ہے کہ ہم نے مناظرہ کی منظوری کا جو اعلان کیا۔ اسے معزز مسلمان اخبارات نے اسلام کی طرف سے قرار دیا۔ ایسی صورت میں اگر آریہ یہ عذر کر کے ہمارے مقابلے سے فرار ہونے کی کوشش کرینگے کہ جماعت احمدیہ کوئی ذمہ دار اور اسلام کی قائم مقام

جماعت نہیں کہا ہے۔ تو یہ ان کا نہایت لغو عذر ہوگا۔

اگر ذمہ داری اور قائم مقامی کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام کے تمام مسلمان جماعت احمدیہ کی قائم مقامی کی تصدیق کریں۔ تو کیا مہاشہ شردھانند جی اور دوسرے آریوں نے ان تمام لوگوں سے ویدک دہرم کے قائم مقام ہونے کی تصدیق کرائی ہے جو ویدوں کے ماننے والے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ایسی قسم کا مطالبہ جماعت احمدیہ سے کس منہ سے کر سکتے ہیں۔ اخبار پرکاش نے ہمارے خلاف کسی گوجرانوالہ کے اشتہار کا حوالہ دیا ہے لیکن کیا اسے یاد نہیں کہ بنارس کی ہندو مہاسبھا میں مہاشہ شردھانند کی سناتن دہرمی پنڈتوں نے کیسی گت بنائی ہے۔ مہاشہ جی کے ساتھ وہاں جو کچھ ہوا۔ اسے مفصل طور پر تو آریوں نے شائع نہیں ہونے دیا۔ تاہم مجبوراً جو کچھ انھوں نے لکھا ہے۔ اس سے بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اخبار "پرتاپ" ۲۷ اگست میں ڈاکٹر گوکل چند صاحب نارنگ آریہ لیڈر کے جو خود وہاں موجود تھے۔ حسب ذیل الفاظ شایع ہوئے ہیں:۔

"ایک جماعت تھی۔ جو شدھی کیا ہر ایک ایسی تجویز کے خلاف تھی۔ جو قوم کو ترقی کی طرف لیجائے یہ کاشی کے پنڈت تھے۔ انھوں نے ہر ایک تجویز کی مخالفت کی۔ ان کی رائے کا اسقدر رعب تھا کہ ساری ہندو مہاسبھا اس سے دبی نظر آتی تھی۔ حالت یہ تھی۔ کہ ساری ہندو قوم ایک طرف اور کاشی کے پنڈت دوسری طرف نظر آتے تھے۔ لیکن باوجود اسکے پنڈت جو کچھ چاہتے تھے۔ عام طور پر وہی ہوتا تھا۔ اگر ہندو مہاسبھا کا اجلاس کاشی میں نہ ہوا ہوتا۔ تو شدھی اور جنم کے مسلمانوں کو ہندو بنا لینے کے متعلق مختلف ریزولیوشن پاس ہوتے۔ ایک بات جو میں نے رنج کے ساتھ دیکھی۔ وہ یہ تھی کہ کاشی کے پنڈت سوامی شردھانند کی ہر ایک تجویز کی خاص طور پر مخالفت کرتے تھے۔ سوامی جی نے اس بات کو محسوس کیا۔ اور اس کا اظہار بھی کیا"۔

پس اگر آریہ ہم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم تمام مسلمانوں سے اپنے اسلام کے قائم مقام ہونے کی تصدیق کرائیں۔ تو خود ان کو بھی چاہیئے کہ اپنے ویدک دہرم کے قائم مقام ہونے کی تصدیق تمام ہندوؤں سے کرائیں۔ دراصل ان کی یہ بہانہ سازی مناظرہ سے بچنے کے لئے بالکل بیہودہ عذر ہے۔ آریوں کو چاہیئے کہ اس قسم کے عذرات پیش کر کے اپنی بیہودگی کا اور زیادہ ثبوت نہ دیں۔ اور مہاشہ شردھانند جی کو میدان مناظرہ میں نکلنے دیں۔ تاکہ ایک فیصلہ کن مناظرہ ہو سکے ٭

کیا ہم مہاشہ جی سے اُمید رکھیں کہ آریوں کے لغوترین عذرات کی پناہ لیکر مناظرہ سے پہلوتہی کرنے کی کوشش نہیں کرینگے۔ اور جلد سے جلد ضروری شرائط طے کر کے مناظرہ شروع کر دینگے۔

## مہاشہ شردھانند جی کا اسلام پر جاہلانہ اعتراض

مہاشہ شردھانند جی نے اپنی عادت دیرینہ سے کام لیکر اپنے ایک لیکچر میں اسلام پر ایک نہایت جاہلانہ اعتراض کیا اور اپنے آپ کو وحدانیت کا پورا اور پکا پابند ظاہر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ:۔

"جہاں تک لا الہ الا اللہ کا تعلق ہے اسکو تو ہم بھی مانتے ہیں۔ لیکن جب محمد رسول اللہ آجاتا ہے۔ تو ہم نہیں مانتے۔ وہاں خدا اور انسان کے درمیان شفاعت کرنیوالا مانا جاتا ہے۔ لیکن ہندو خواہ کیسا ہی مورتی کا پوجنے والا ہو۔ مگر کسی کی شفاعت نہیں چاہتا"۔

مہاشہ جی نے محض تعصب اور اسلام کی تعلیم کی اصل حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے مسلمانوں پر تو یہ اعتراض کر دیا۔ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں شرک کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ لیکن اپنے گھر کے اندر غور کر کے نہیں دیکھا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ ان کے مذہب میں شرک کی ناپاک تعلیم پائی جاتی ہے۔ نہ کہ اسلام میں۔ چنانچہ ہندوؤں کے لیڈر پنڈت نیکی رام جی کی تقریر جو ۱۶ اگست کے تیج میں شایع ہوئی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ہندو دہرم شرک میں کیسے خطرناک طریق سے مبتلا ہے۔ پنڈت صاحب فرماتے ہیں:۔

"سچا ہندو اسوقت کہلاتا ہے۔ جبکہ ترقی کرتا چلا جائے۔ اور یہاں تک ترقی کرے کہ پرماتما کی ہستی کو مٹا کر خود ہی کہدے کہ میں ایشور ہوں"۔

تعجب ہے کہ جس مذہب کا یہ عقیدہ ہو کہ اس کا ہر ایک فرد ترقی کرتے کرتے جب تک خدائی کے درجہ تک نہیں پہنچتا۔ وہ اصل ہندو ہی نہیں کہلا سکتا۔ اسکے پیرو کیونکر شرک کا بے بنیاد الزام اسلام جیسے پاک مذہب پر لگا سکتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ مہاشہ جی کا اسلام پر شرک کا الزام ان کی جہالت اور ناسمجھی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کے الفاظ رکھنے سے شرک کی جڑ کو بالکل کاٹ دیا گیا ہے۔ احتمال ہو سکتا تھا کہ کسی وقت مسلمان بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا ماننے لگ جاتے جس طرح دوسری اقوام اور خاص کر ہندو انسانوں کو خدائی درجہ دیتے ہیں۔ اس لئے اس کلمہ میں دونوں فقروں کو اکٹھا رکھ کر یہ بات واضح کر دی کہ خدا تو ایک ہی ہے۔ جو قابل عبادت ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو صرف خدا کا ایک بندہ ہے جو تمہاری راہنمائی کے لئے خدا نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔

کیا مہاشہ جی اس بات سے آگاہ ہو کر بھی شرمندہ ہونگے یا نہیں۔ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اکٹھا بیان کر کے اس شرک کی۔ جس کا کہ احتمال ہو سکتا تھا۔ جڑ کو کاٹ دیا گیا۔ نہ کہ اسمیں شرک کی تعلیم دی گئی ہے۔

صفحہ عالم پر صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے شرک کی بیخ کنی کی ہے۔ اور ہر ایک انسان کو واحد خدا کا پرستار بنایا ہے۔ ہندو دہرم کی اس کے سامنے کیا حقیقت ہے۔ جسمیں ۳۳ کروڑ خدا مانے جاتے ہیں۔ اور پھر یہی نہیں۔ سور جیسے ناپاک جانور کو بھی ہندو اپنا پرمیشور مانتے ہیں۔ اور مرد و عورت کے اعضائے مخصوصہ کی پرستش عبادت سمجھتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# خطبہ جمعہ

## مومن کو دین کے کام اس طرح کرنے چاہئیں جس طرح ایک عقلمند کو اپنے کام

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۳۱ اگست ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

### ایک پچھلے خطبہ کا خلاصہ

میں نے پچھلے سے پچھلے جمعہ میں اس بات کے متعلق کچھ بیان کیا تھا کہ مومن کو دینی کام کس طرح کرنا چاہیئے اور اس میں یہ بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ کے احکام کے تمام بنی نوع انسان مخاطب ہیں۔ خاص انبیا ہی اس کے مخاطب نہیں۔ شریعت کے تمام احکام ہر ایک انسان کیلئے ہیں۔ پھر میں نے بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے اور بندہ میں کوئی وسیلہ نہیں بنانا چاہتا۔ وہ کبھی ایسے آدمی کو مبعوث نہیں کرتا۔ جو اسکے اور بندہ کے درمیان وسیلہ ہو۔ یہ جو کچھ میں نے بیان کیا تھا۔ اس کی موٹی مثال تو یہ ہو سکتی ہے۔ کہ کوئی شخص دس آدمیوں کی دعوت کرے۔ اور جس محلہ میں وہ دس آدمی رہتے ہوں۔ وہاں کے ہی ایک شخص کو ان کے بلانے کے لئے دعوت کرنیوالا کہدے۔ تو اس شخص کے پیغام کے ذریعہ سے جو آدمی دعوت پر گئے ہوں اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کی سفارش سے اور اسکی وجہ سے باقی لوگ دعوت پر گئے ہیں ؛

### وسیلہ و رہنما میں فرق

لیکن وسیلہ کے عام معنے جو رائج ہیں۔ ان میں اور واسطہ و رہنما میں یہ فرق ہے کہ جیسے کوئی بادشاہ یا حاکم ہو۔ اسکے مکان پر کچھ لوگ آئیں۔ بادشاہ کی یہ غرض نہ ہو۔ کہ وہ لوگ اسکے مکان پر آئیں۔ لیکن ایک شخص بادشاہ کا پیارا ہے۔ وہ اس کے پاس سفارش کرتا ہے کہ ان کو آنے دو۔ تو انکو بادشاہ اپنے مکان پر آنے کے لئے اجازت دیدیگا۔ یہ تو وسیلہ ہے اور ہادی و رہنما میں بظاہر تو یہی بات نظر آتی ہے کیونکہ انکے بتائے ہوئے رستہ پر چلنا پڑتا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ وسیلہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ بے شک ان کے بتائے ہوئے رستہ پر تو ہم چلینگے لیکن یہ نہیں کہ انکی وجہ سے ہم اس رستہ پر چلکر خدا تک پہنچیں گے۔ بلکہ ہمارا خدا کے ساتھ براہ راست تعلق ہوگا۔ جس کے لئے ہم کو اس رستہ پر چلنا پڑتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کو ایک جگہ معلوم ہو گئی ہے۔ وہ اس جگہ کا اور اس کے راستہ کا واقف ہے اس جگہ تک پہنچنے کے لئے ہم اس کے پیچھے پیچھے چلینگے اب اسکے ذریعہ سے تو بے شک ہم خاص جگہ کو جاتے ہیں۔ لیکن اس کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس جگہ کی وجہ سے اس کے پیچھے چل رہے ہیں۔ تو یہ ایک ذریعہ ہے۔ اور ایسا شخص جس کے پیچھے ہم چل رہے ہیں۔ وہ ہادی اور رہنما کہلائیگا۔ پس رہنما کا تو صرف یہ مطلب ہے کہ وہ بھی وہیں جاتا ہے۔ اور ہم بھی وہیں جاتے ہیں۔ فرق اس میں اور ہم میں یہ ہے کہ اسکو کسی طرح سے اس جگہ کا اور رستہ کا پہلے علم ہو گیا ہے۔ اور ہمیں علم نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس کے پیچھے چلنا پڑتا ہے۔ اور وہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جس راہ پر وہ جا رہا ہے۔ اگر ہم اس راہ پر نہیں چلینگے تو منزل مقصود پر ہم نہیں پہنچیں گے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ ہمارے وہاں جانے کے لئے وسیلہ نہیں۔ اور ہم اسکی وجہ سے نہیں جا رہے ؛

### انبیاء کے مبعوث ہونے کی غرض

پس نبی جو دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں۔ اور ولی و بزرگ دنیا میں آتے ہیں۔ وہ اسی لئے آتے ہیں کہ وہ خدا تک پہنچنے کا رستہ بندوں کو بتائیں۔ اس رستہ پر چلکر بندے خدا تعالیٰ تک پہنچیں۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ انکی وجہ سے ہم خدا تک پہنچتے ہیں۔ خدا کا تعلق تو ہر بندہ سے براہ راست ہے۔ اور درمیان میں کوئی وسیلہ نہیں نہ کوئی نبی وسیلہ ہے نہ کوئی ولی ؛

میری غرض اس بات کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ اس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے عام لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ ان کا کیا کام ہے اور کام کس طرح کرنا چاہیئے۔ اور نہ ان کے اندر اس کام کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے ؛

### ایک غلط خیال کی تردید

عام طور پر لوگوں کے دلوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ اصل مقصود انبیاء و اولیاء ہی ہیں۔ اور ہمارا کوئی کام نہیں۔ اور نہ ہمارا خدا کے ساتھ کوئی براہ راست تعلق ہے اسکی مثال تو ایسی ہی ہے کہ ایک شخص کو عدالت سے آواز آئے تو اس کے دوست بھی دیکھنے کے لئے ساتھ چلے جائیں تو ان کے اندر وہ جوش نہیں ہوگا۔ جو اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ انکو بھی عدالت میں بلایا جائے اسی طرح چونکہ عام لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بیٹھا ہوا ہے کہ نبی ہی مقصود ہیں۔ اور انکو یہ خیال نہیں کہ ہم بھی بلائے گئے ہیں۔ اسلئے انکے اندر وہ جوش نہیں۔ جو اس صورت میں ہونا چاہیئے۔ جبکہ انکو یہ خیال ہو کہ انہیں بھی بلایا گیا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ تمام انبیاء جیسے حضرت ابراہیمؑ موسیٰؑ و عیسیٰؑ یا رسول کریمؐ تھے۔ یہ اپنے اپنے زمانہ میں چونکہ خدا کی محبت اور اسکے قرب میں بڑھ گئے تھے اسلئے ہمیں ان کے پیچھے چلنا پڑا اور وہ ہمارے ہادی اور رہنما بن گئے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے تو

### خدا تعالیٰ کی دعوت عام

کسی کو اپنی طرف بلانے میں فرق نہیں رکھا اُسنے تو جیسے انبیاء کو بلایا ویسے ہی ہم کو بلایا۔ فرق صرف محنت کا ہے کسی نے اسکی طرف جانے میں اور اس تک پہنچنے کے لئے زیادہ محنت کی اور زیادہ پیارا ہو گیا یہ تو ہر شخص کی محنت ہے رسول اللہ صلعم نے چونکہ سب سے بڑھکر محبت دکھلائی۔ اسلئے وہ خدا تعالیٰ کے زیادہ مقرب ہو گئے۔ یہ اپنی اپنی محنت ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ سب بندے اسکے بلانے کے لحاظ سے برابر ہوں کسی شخص کو یہ نہیں خیال کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ انبیاء کو اسلئے خاص طور پر مخاطب کرتا ہے کہ صرف وہی مقصود ہیں بلکہ اسلئے مخاطب کرتا ہے کہ وہ اسکے پیارے اور محبوب بنجاتے ہیں اور اس تک پہنچنے کے لئے سب سے آگے ہوتے ہیں۔

### دینی کام کی ذمہ داری

پس جبکہ سارے کے سارے خدا تعالیٰ کے یکساں مخاطب ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ ہم لوگوں کو دینی کام کی ذمہ داری کس طرح اٹھانی چاہیئے۔ یہ سوال تو حل ہو گیا۔ کہ تمام بندے اس کے مخاطب ہیں۔ اسلئے ہم سب کام کے ذمہ دار ہیں

ہاں وہ اپنے پیاروں کے ذریعہ سے لوگوں کو مخاطب کرتا ہے۔ اور سب سے مخاطب نہ ہونے کی ایک حکمت ہے۔ اور بندہ کسی اور وجہ سے سب سے نہیں بولتا۔ خدا تعالےٰ کی تو سب سے نہ بولنے میں یہ حکمت ہے کہ اس کا بولنا ایک انعام ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ یہ انعام ہر شخص کو بغیر کوشش اور محنت کے دیا جائے اور بندہ کی ہر ایک کے ساتھ نہ بولنے کی یہ وجہ ہے کہ اس کی طاقت محدود ہے۔ مثلاً میں ہوں۔ میں ہر ایک کیساتھ نہ تو بول سکتا ہوں۔ نہ خط و کتابت کر سکتا ہوں اس لئے میں اگر ایک امیر یا سیکرٹری یا پریذیڈنٹ کو حکم دوں کہ دوسروں کو یہ کہو کہ یہ کام کرنا ہے تو کیا دوسرے لوگ اس کام کے کرنے میں اس لئے سستی اختیار کر سکتے ہیں کہ میں نے ان کو براہ راست حکم نہیں دیا۔ میرے حکم کا جیسے امیر مخاطب تھے اسی طرح تمام لوگ مخاطب ہونگے۔ حکم سب کے لئے یکساں ہوگا۔ اور کوئی خاص آدمی اس حکم کا مقصود نہیں ہوگا۔ لیکن سب کو چونکہ براہ راست حکم نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے امیر یا سکرٹری وغیرہ کے ذریعہ سے دیا جائیگا۔ پس جبکہ قرآن کریم تمام کے لئے ہے۔ اور تمام مسلمان اس کے مخاطب ہیں تو تمام کی ذمہ واریاں یکساں ہونگی جسطرح وہ احکام زید کے لئے فرض ہیں۔ اسی طرح بکر کے لئے جسطرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے اس کے احکام فرض ہیں۔ اسیطرح ہمارے لئے فرض ہیں۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں شخص اسپر عمل کرنے کا ہماری نسبت زیادہ حق رکھتا ہے۔ اس کے احکام پر عمل کرنا سب کا کیساں فرض ہے۔ اور سب کا حق ہے۔ ابوبکرؓ کے اوپر کوئی زیادہ حق نہیں تھا۔ کہ ان احکام پر عمل کریں۔ اور لوگوں سے عمل کرائیں۔ جسطرح ان پر حق تھا کہ وہ اسلام کی حفاظت کریں۔ اور لوگوں سے شریعت پر عمل کرائیں۔ اسی طرح ابو عبیدہ اور دیگر مسلمانوں کا حق تھا۔ عمرؓ پر جیسے اسلام کی حمایت اور حفاظت فرض تھی۔ بعینہ اسی طرح ادنےٰ سے ادنےٰ مسلمان کا بھی فرض تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ عمرؓ کے پاس طاقت زیادہ تھی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاقتور زیادہ بوجھ اٹھائے گا۔ اور کمزور کم لیکن حکم دونوں کے لئے یکساں تھا۔ جسقدر طاقت اس کے اندر ہے۔ اس حد تک اس کے لئے احکام ہیں۔

پس جب یہ ثابت ہوگیا کہ ہر دینی کام ہر مومن کا کام ہے۔ تو اب سوال یہ رہا کہ مذہبی کام کس طرح کریں۔ یہ سوال آسانی سے حل ہو جائیگا۔

اور میری اس تمہید کی یہی غرض تھی کہ میں تمہارے دلوں کو اس طرف لاؤں کہ جبکہ تمام احکام ہمارے لئے ویسے ہی فرض ہیں۔ جیسے نبی کریم صلعم کے لئے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم ان احکام کے بجا لانے میں سستی کریں۔

## حقیقی موحد

میں تو کہتا ہوں کہ کوئی شخص محمد رسول اللہ صلعم کی نسبت اگر یہ بھی خیال کرے کہ ان کی وجہ سے ہم احکام الٰہی پر عمل کرتے ہیں تو یہ بھی شرک ہے۔ شرک سے پورا مجتنب اور پورا موحد انسان تب ہی بن سکتا ہے۔ کہ اس کو یہ یقین ہو کہ میرے اور خدا کے درمیان کوئی وسیلہ نہیں۔ باقی یہ کہ اس نے خود اپنے ایک بندہ کو اپنے دوسرے بندوں کی رہنمائی کیلئے مقرر کرکے بھیجا۔ یہ تو خدا تعالےٰ کی کمال محبت کا ثبوت ہے۔ کہ اس نے ایک طاقتور کو کمزور بندوں کے لئے مقرر کر دیا وہ تو خدا کی مخلوق کی خدمت کے لئے مقرر کئے گئے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کی خاص محبت کی نشانی ہے۔ ہاں وہ اس خدمت کی وجہ سے انسانوں کے مخدوم بن گئے۔ کیونکہ ہرکہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ ورنہ خدا کی طرف سے تو وہ اسی لئے مقرر ہیں کہ لوگوں کو اٹھائیں۔ اور خدا تک لیجائیں۔ وہ لوگوں کے پیغامبر ہیں۔ معین ہیں۔ وہ ستون اور سہارا تو ہیں لیکن وہ انسانوں میں اور خدا میں روک نہیں۔ یہ نہیں کہ وہی لوگوں کے خدا تعالےٰ تک پہنچنے کی وجہ ہیں۔ بلکہ وہ تو اس لئے آئے۔ کہ لوگ جو خدا تعالےٰ سے دور تھے۔ ان کو قریب لائیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ یہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے گرے رہیں۔ جیسے زمیندار گیہوں کو کاٹتا ہے۔ اور اس کے بعض حصے زمین پر گرے رہ جاتے ہیں۔ تو زمیندار سے اس حصہ کے رہ جانے سے یہ مطلب نہیں کہ اس کا مقصد ہے کہ وہ حصہ گرا رہے۔ بلکہ اس کا مقصد تو یہی تھا کہ تمام کا تمام گھر لیجائے۔ اسی طرح جو بندہ چھوڑا جاتا ہے وہ خود رہتا ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ کے مقصود و مطلوب تو تمام انسان ہیں۔

## احکام سب کے لئے برابر ہیں

پس ہر انسان کی طرف اسی طرح کلام الٰہی نازل ہوا ہے۔ جس طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ باقی اپنی اپنی طاقتوں کا فرق ہے۔ حکم میں کوئی فرق نہیں۔ اور یہ جو میں کہتا ہوں کہ حکم میں کوئی فرق نہیں۔ حکم میں سب برابر ہیں۔ اس کی میں نے پہلے بھی کچھ تشریح کی ہے۔ اور اب پھر بتاتا ہوں۔ کہ کسی کی طاقت اگر کم ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کے لئے حکم بھی کم ہے۔ بلکہ حکم تو سب کے لئے برابر ہے لیکن جو شخص کمزور ہے۔ وہ کم کام کرتا ہے۔ مگر اس سے اس پر کوئی حرف نہیں آتا۔ مثلاً ہم لوگوں کو کہیں کہ جتنا تمہارے پاس روپیہ ہے۔ وہ سب کا سب دین کے لئے دیدو۔ اب ایک کی جیب میں دس روپے ہوں۔ وہ دس ہی دیگا۔ اور دوسرے کی جیب میں اس سے کم ہوں تو وہ کم ہی دیگا۔ اب دس والے نے اس لئے دس نہیں دئے کہ اس کو حکم تھا زیادہ دیوے۔ اور نہ کم والے نے اس لئے کم دئے کہ اس کو اس سے کم حکم تھا۔ حکم دونوں کے لئے یہی تھا۔ کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تمام دیدو حکم میں وہ دونوں برابر ہیں۔ اسی طرح ایک شخص دین کی خدمت کے لئے دس گھنٹے دے سکتا ہے۔ اور دوسرا پانچ گھنٹے۔ اب حکم تو دونوں کو اپنا وقت دینے کا ہی اب اگر دس گھنٹے والا پانچ گھنٹے دیگا تو وہ مجرم ہوگا اور پانچ گھنٹے جو دے سکتا تھا وہ پانچ گھنٹے ہی دیدے تو وہ مقرب ہو جائے گا۔ تو ہر ایک مومن دینی احکام کا ایک جیسا مخاطب ہے۔ اور ہر مومن پر دین کی تمام ذمہ داریاں عاید ہونگی۔

## دینی کام کس طرح کرنے چاہیئں

اب ہمیں اسی رنگ میں کام کرنے چاہیئں۔ کہ وہ تمام کام ہم میں سے ہر ایک کے لئے فرض ہیں۔ اور ہم میں سے ہر شخص ان کاموں کا اسی طرح ذمہ دار ہے۔ جس طرح اپنے کاموں کا۔ مگر اس میں ایک شرط ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم عقل سے اور سمجھ سے کام کریں۔ بیوقوف اور سست الوجود کی طرح کام نہ کریں۔ ایک ہوشیار سمجھدار و عقلمند کی طرح کام کریں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص کام تو کرے۔ لیکن وہ بیوقوف ہو یا پاگل ہو۔ یا بیمار ہو۔ یا جاہل ہو۔ اسی لیئے ان کے کام کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ملتے ہیں۔ جنہیں کام کی قابلیت تو ہوتی ہے۔ لیکن انہیں کام کرنے کا پتہ نہیں ہوتا۔ پھر بہت سے ایسے لوگ ملتے ہیں۔ جن میں کام کرنے کی قابلیت ہی نہیں ہوتی۔ تو ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دینی کام کریں۔ اور سمجھدار اور عقلمند آدمی کی طرح کام کریں۔

## عقلمند کس طرح کام کرتا ہے

اب دیکھو دنیا میں عقلمند آدمی کس طرح اپنے کام کرتا ہے۔ عقلمند اپنے کاموں میں دو باتوں کو ہمیشہ مد نظر رکھتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اس کا کام کسی وجہ سے تباہ نہ ہو جائے۔ اس کے لئے کوئی حد بندی اور کوئی شرط نہیں لگائیگا۔ اور اس کے لئے جائز ذرائع مہیا کریگا۔ بلکہ وہ یہ کہیگا۔ کہ جس طرح سے ہو۔ یہ کام پورا ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہ اس کام کو شوق سے کرتا ہے۔ پس ایک تو یہ کہ عقلمند آدمی اس کام میں کامیاب ہونے کے لئے جس قدر صحیح و جائز ذرائع ہو سکتے ہیں۔ انہیں مہیا کرتا اور استعمال کرتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ خود شوق سے اس کام کو کرتا ہے۔ دیکھو کیا کوئی عقلمند دنیا میں ایسا ہے۔ جو اپنے کام کیلئے حدبندی مقرر کرتا ہو یا کوئی شرط قائم کرتا ہو۔ جب کوئی عقلمند دنیا میں ایسا نہیں ملتا۔ تو ایک مومن دینی کام میں کیونکر حد بندیاں اور شرطیں مقرر کر سکتا ہے۔ حد بندی کرنے والوں کی مثال تو یہ ہوتی ہے کہ کوئی آقا ظالم تھا۔ جو اپنے نوکروں پر بہت ظلم کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک نوکر آیا۔ اس نے کہا کہ جتنے کام ہیں۔ وہ مجھے بتا دیجئے اور لکھ دیجئے۔ نوکر محنتی اور کام کرنیوالا تھا۔ وہ تمام کام کر دیتا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ آقا باہر سیر کو گھوڑے پر سوار ہو کر گیا۔ اور اس نوکر کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے حکم دیا۔ گھوڑا شریر تھا۔ وہ آقا ایک جگہ اس گھوڑے پر سے گر گیا۔ اور ایک رکاب میں آقا کا پاؤں پھنس گیا۔ جس کی وجہ سے اس کا سر زمین سے گھسٹتا اور رگڑ کھاتا جاتا تھا۔ نوکر کو اس نے آواز دی کہ جلدی آؤ۔ اور میرا پاؤں اس رکاب سے نکالو۔ اس نوکر نے وہ کاغذ نکالکر کہا۔ دیکھ لیں سرکار اس میں یہ شرط لکھی نہیں۔ تو دیکھو یہ اس نوکر کا اپنا کام نہیں تھا۔ کیا اگر اس شخص کا اپنا بیٹا ہوتا۔ تو وہ ایسا کر سکتا تھا اور وہ یہ جواب دے سکتا تھا۔ تو عقلمند انسان اپنے تمام کام کرتا ہے۔ اور شوق سے کرتا ہے۔

## ہر قسم کا ذاتی کام انسان کر سکتا ہے

دیکھو۔ دنیا میں کونسا کام ہے۔ جو انسان اپنے گھر میں نہیں کر لیتا بد سے بدتر کام بھی لوگ اپنے گھروں میں کر لیتے ہیں۔ اپنے بچوں کا پاخانہ پیشاب دھوتے اور ان کی صفائی کرتے ہیں۔ کیا لوگ اپنے گھر کی صفائی نہیں کرتے۔ درزیوں کا کام ہے۔ بڑے سے بڑے گھرانوں میں سینے پرونے کا کام کیا جاتا ہے۔ مرمت کا پیشہ ہے۔ کئی ٹوٹی پھوٹی چیزوں کو بنا لیتا ہے۔ معمار کا پیشہ ہوتا ہے۔ کہیں سے ایک دو اینٹیں اکھڑی ہوں تو وہ لگا دیتا ہے۔ گھر کے تھوڑے سے کام کے لئے معمار کو نہیں بلاتا۔ تو گھر میں وہ لوہار بھی ہوتا ہے۔ ترکھان بھی ہوتا ہے۔ قصاب بھی ہوتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے مرغی اور بکرا ذبح کرتا ہے۔ اور اسے بناتا ہے۔ باورچی بھی ہوتا ہے۔ دھوبی بھی بن جاتا ہے۔ غرضیکہ کونسا پیشہ ہے۔ جو گھروں میں نہیں کیا جاتا۔ چونکہ اس کا وہ اپنا کام ہوتا ہے۔ اس لئے اسکے کرنے میں دریغ نہیں کرتا۔ وہ گھر میں یہ تو نہیں کہتا کہ میں ہیڈ کلرک ہوں یا میں ڈپٹی ہوں۔ بڑے بڑے بادشاہ بھی گھر میں کام کرتے ہیں۔ کہیں باغوں کو پانی دیتے ہیں۔ کہیں لکڑی پھاڑ لیتے ہیں۔ سلطان عبد الحمید اپنے ہاتھ سے الماری بنا لیتا تھا ؂

## ذاتی اور دوسرے کاموں کے کرنے میں فرق

تو اپنے کام میں انسان کسی بات کی پرواہ نہیں کیا کرتا۔ اور شرطیں بھی نہیں لگایا کرتا۔ دفتر میں تو چھ گھنٹے کے بعد کہدیگا کہ بس جی اب میرا وقت ختم ہو گیا۔ وہاں چھ گھنٹہ کی شرط لگائیگا۔ لیکن گھر کے کام میں وہ کبھی نہیں کہتا کہ نہیں کرتا۔ اب وقت پورا ہو گیا ہے۔ بلکہ ہر قسم کے کام کرتا ہے۔ پھر حد بندی نہیں لگاتا۔ اور شوق سے کام کرتا ہے۔ کسی کا بچہ ڈوب رہا ہو۔ اور وہ اس کو بچانے کے لئے جا رہا ہو۔ اور کوئی شخص اسے منع کرے۔ تو وہ انسان اگر جوش رکھتا ہو گا۔ تب تو میرے خیال میں پہلے اس روکنے والے کا سر پھوڑیگا۔ بعد میں اپنے بچہ کی بچانے کی کوشش کریگا۔

## چڑ کر دینی کام چھوڑنا

اسی طرح اگر دینی کام کو اپنا کام سمجھا جائے تو وہ کسی کے چڑانے یا روکنے سے اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بعض لوگ چڑ جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص چونکہ مجھے کہتا ہے۔ اس لئے میں یہ کام نہیں کروں گا۔ ہم کہتے ہیں۔ کیا اگر کسی کو کوئی کہے کہ بچہ کو مت نکالو۔ یا اس کی خبر گیری نہ کرو۔ تو کیا وہ بچہ کو غصہ میں آکر نکالیگا نہیں یا اس کی خبر گیری چھوڑ دیگا۔ اسلئے کہ فلاں شخص نے اسے روکا یا اسے چڑانے کے لئے بار بار کہا۔ کہ تم بچہ سے محبت کیا کرو۔ اس کو مارو نہیں یا اسکی خبر گیری اچھی طرح سے کرو۔ تو کیا وہ اس کی خبر گیری چھوڑ دیگا۔ ایسے آدمیوں کا جو کسی کے چڑانے یا روکنے کی وجہ سے دینی کام کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ تجربہ کیا جا سکتا ہے کہ انہیں بار بار کہا جائے کہ اپنے بچہ کو ضرور پڑھاؤ۔ اور اس کی خبر گیری ضرور کرو پھر ہم دیکھیں گے کہ آیا وہ اسے پڑھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ یا اس کی خبر گیری سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اس معاملہ میں ایسا نہیں کرتے تو دین میں ایسا کیوں کیا جاتا ہے ؂

## دینی کام کیلئے یاد دلانا

بالکل ایسا ہوتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ کوئی اُسے دینی کام کرنے کے لئے یاد دلانے والا نہیں۔ اور کوئی محرک نہیں۔ کیا بچہ کی خبر گیری کرنے کے لئے یا اور ایسے ہی ضروری کاموں کے لئے اسے یاد دلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسے یہ یاد دلانے کے لئے کہ تم اپنے گھر کا فلاں کام کرو یا اپنے بچہ کی خبر گیری کرو۔ اسکے کتنے سکرٹری ہیں۔ اور کتنے پریزیڈنٹ ہیں۔ جو اسے یاد دلاتے ہیں۔ کہ اپنے بچہ سے محبت کرو۔ یا خود تم کھانا کھاؤ۔ اگر خدا کا کام تم اپنا کام سمجھو۔ تو پھر کسی کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں پس جب تک تمہارے دل میں خدمت دین کے لئے کم از کم اتنی ہی تڑپ پیدا ہو جتنی کہ اپنے گھر کے کاموں کے لئے ہوتی ہے۔ تب تک تم کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ کوئی تم میں سے کہتا ہے کہ ہم مسجد سے دور چلے گئے۔ اس لئے نماز باجماعت چھوٹ گئی یا کسی نے خود ہی مہم کہتے ہیں کہ کسی نے یاد دلانے سے کھانا کھانا کیوں نہیں چھوٹ گیا۔ وہ کہیگا کہ روٹی کی بھوک اندر سے لگتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ دین کی محبت اسلام ہوتا ہے کہ تمہارے اندر سے پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے کبھی کی یاد دہانی کا تم اپنے آپ کو محتاج سمجھتے ہو۔

## مومن بننے کا طریق

پس جو اپنے آپ کو مومن سمجھتا ہو یا اپنے آپ کو مومن بنانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ ہر ایک دینی کام کو اپنا فرض سمجھو۔ اور پھر اسے اپنا کام خیال کرو۔ نہ کسی کے یاد دلانے کی ضرورت ہو۔ نہ کسی کے چڑانے یا روکنے سے اس کام کو چھوڑ دو۔ کیا تم اپنے کام میں کسی کے یاد دلانے کی ضرورت سمجھتے ہو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دینی کاموں میں بار بار کسی کے یاد دلانے کی ضرورت محسوس کرتے ہو۔ یا شرطیں لگائی جاتی ہیں۔ اگر دین تمہارا ہے تو پھر کوئی شرط نہیں تم لگا سکتے۔ سارے کا سارا دینی کام جب تمہارا کام ہے۔ تو اُسے اسی شوق و محبت سے کرو۔ جس شوق و محبت سے دنیا میں اپنا کام کیا جاتا ہے۔ یہ خلاصہ ہے مومن کے کام کا۔ اگر اسی طرح کام کیا جائے تو جماعت اس تیزی سے ترقی کر سکتی ہے کہ ایک تیز سے تیز ٹرین بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

مگر ایسے لوگوں نے کیا کام کرنا ہے۔ جو کچھ کام تو دوسروں کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ کام ہمارے کرنے کا نہیں۔ فلاں لوگ کرینگے۔ اور کچھ کام جو اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ انہیں بھی اس وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں کہ فلاں نے انہیں کیوں بار بار اس کام کو کرنے کے لئے کہا۔ اگر یاد نہ دلایا جائے۔ تب تو یہ شکایت کہ کیوں یاد نہ دلایا گیا۔ اور اگر یاد دلایا جائے تب یہ شکایت کہ بار بار کیوں یاد دلایا جاتا ہے۔ ایسی کوری و غافل قوم کب دنیا میں ترقی کر سکتی ہے ایک تو پہلے کام کو تقسیم کر کے دوسروں کے ذمہ ڈال دیا اور پھر اس سے بھی بڑھ کر ایک اور قیامت یہ کہ جو کام اپنے ذمہ رکھا اس کے متعلق اگر کوئی یاد دلائے۔ تو کہتے ہیں کہ ہمارے پیچھے پڑ گئے ہماری ہتک ہو گئی۔ ہمیں ذلیل کر دیا۔ ان لوگوں کی مثال بالکل اسی شخص کی سی ہے۔ جو شادی میں نیوتہ نہیں دینا چاہتا۔ اور اس کے لئے بہانہ تلاش کرتا تھا۔ آخر کوٹھے پر چڑھ کر زور زور سے پاؤں مارنے لگا۔ گھر والوں نے پوچھا۔ کہ اوپر کون ہے۔ اس پر یہ کہکر روٹھ گیا کہ اچھا ہم کون ہوئے۔ اور چلا گیا۔

تو ایسے لوگ ہمیشہ بہانہ ڈھونڈتے ہیں۔ کہ کسی طرح ہمیں خدمت دین کا کام جو طوق کی مانند نعوذ باللہ لعنت ہو کر ان کے گلے پڑا ہوتا ہے نہ کرنا پڑے۔ مومن کا یہ کام ہے۔ کہ جس طرح وہ اپنے کام کرتا ہے۔ اسی طرح دین کا کام کرے۔

میں نے تو کبھی نہیں دیکھا۔ کہ کسی کی نمبردار کے ساتھ لڑائی ہو جائے۔ اور ڈپٹی کمشنر اُسے بلائے تو وہ نہ جائے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خدا نے جو کام تمہارے ذمہ لگایا ہے۔ اُسے کسی کے ساتھ لڑائی کی وجہ سے چھوڑ دو۔ تمہارا کوئی محبوب ہو۔ اور تم اس سے ملنے جا رہے ہو کہ رستہ میں لڑائی ہو جائے۔ تو پھر کیا تم واپس آجاؤ گے۔ پس جب تم اپنے مطلوب کو کسی سے لڑائی ہو جانے پر متروک نہیں کر سکتے۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ تم کسی کے پیچھے نماز پڑھنا اسلئے چھوڑ دو کہ کسی سے تمہاری لڑائی ہو گئی تھی۔ مگر بعض مقتدیوں نے بعض اماموں کے پیچھے نماز چھوڑ دی۔ اِسلئے کہ لڑائی ہوئی تھی۔ اور بعض اماموں نے نماز پڑھانی چھوڑ دی۔ اس لئے کہ بعض مقتدی اسپر ناراض ہیں۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ کئی لوگ ہیں۔ جو کسی دوسرے آدمی کی وجہ سے دینی کام کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ کئی لوگ ہیں۔ جو دینی کاموں میں شرطیں لگاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سب باتیں نفس کی خرابی کی علامتیں ہیں۔ اور میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ تمہارے کام تمہیں سمجھانے میں میرا اپنا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر میں تمہیں کوئی کام کہتا ہوں تو تمہاری ہی ترقی اور تمہارے ہی فائدہ کے لئے کہتا ہوں۔ اس میں میرا اپنا کوئی فائدہ نہیں۔ میرے دل میں یہ نہیں کہ میں صرف اپنی ترقی و عزت چاہوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم جاہل رہو۔ اور سارا کام میری طرف منسوب ہو بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری بھی عزت ہو۔ اور تمہیں بھی ترقی حاصل ہو۔ وہ خلیفہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ نبی نبی نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کی یہ خواہش نہ ہو کہ دوسرے بھی اس کی مانند ہو جائیں۔ پس میں کہتا ہوں۔ کہ اپنے فرائض کو سمجھو تاکہ ترقی کر سکو۔

(نوشتہ ظفر اسلام)

## احباب جماعت سے ضروری گذارش

یکم اپریل ۱۹۲۳ء کو جو مجلس مشاورۃ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے منعقد فرمائی تھی اسمیں بیرونی جماعتوں کے نمائندوں کے مشورہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نہایت ضروری اور اہم فیصلجات فرمائے تھے۔ جن کی تعمیل اس سال میں ہونا ضروری ہے۔ جنمیں سے قریباً چھ ماہ گذر چکے ہیں۔ میں تمام جماعتوں کے کارکنوں اور بالخصوص ان نمائندوں کو جو مجلس مشاورۃ شامل تھے ان کے فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو درست تعمیل فیصلجات میں کوتاہی کرینگے۔ وہ آئندہ مشاورۃ کے موقعہ پر حضرت کے حضور جوابدہ ہونگے۔ چونکہ ابھی چھ ماہ کام کے لئے باقی ہیں اسلئے میں اُمید کرتا ہوں کہ احباب میری اس مختصر عرضداشت پر ... پوری توجہ فرمادینگے۔ مشاورۃ کی رپورٹ جس میں تمام فیصلجات کی رپورٹ شامل ہے۔ شایع ہو چکی ہے۔ جن دوستوں نے ابھی تک اسکو منگوایا نہیں وہ بہت جلد دفتر ڈاک سے ۲ کے ٹکٹ بھیجکر منگالیں۔

# میدان ارتداد میں احمدی مجاہدین کی جد وجہد

## موضع جے سنگھا پور میں زبردستی شدھی کیگئی

ایک وقت تھا۔ کہ جب چاروں طرف سے شدھی کی آواز آرہی تھی۔ ہر مقام پر شدھی کے چرچے تھے سینکڑوں بھولے بھالے مسلمان۔ لالچ خوردہ مسلمان دام بلا میں پھنسے ہوئے مسلمان مرتد ہورہے تھے۔ اور آریہ پھولے نہ سماتے تھے۔ خوشی کے شادیانے بجاتے تھے۔ اور یہ خیال کربیٹھے تھے کہ بس میدان مار لیا۔ ابھی سب ملکانوں کو شدھ کرلیتے ہیں اور اپنے اس مکر و فریب پر اس قدر خوش تھے بلکہ خوشی میں مدہوش تھے۔ کہ بڑی بڑی ڈینگیں مارنے لگے۔ کبھی سات کروڑ مسلمانوں کو شدھ کرنے لگے کبھی مکے۔ مدینے پر اوم کے خیالی جھنڈے اُڑانے لگے ٭

مگر خدا کی شان۔ پرمیشور کی مرضی۔ تھوڑی ہی دیر میں حالت بدل گئی۔ وہ شکار جو آریہ آنکھ بچا کر نگلنا چاہتے تھے۔ ان کے حلق میں پھنس گیا۔ اب اخباروں میں سینکڑوں یا بیسیوں کی تعداد نظر نہیں آتی۔ کیونکہ بڑی مشکل سے کھینچ گھسیٹ کر تین چار آدمی شدھی کے لئے تیار ہوتے ہیں ٭

یہ تغیر کیوں ہوگیا۔ آریوں کی کوششوں پر پانی کیوں پھر گیا۔ ان کے ارادے کیوں ناکام ہوگئے اور میدان جنگ میں ان کے قدم کیوں اُکھڑ گئے۔ اس کا سبب۔ اس کی وجہ "لشکر محمود" کا رن میں آنا۔ بہادر احمدی سپاہیوں کا میدان میں نکلنا اور قادیانی مجاہدین کی جد وجہد ہے۔

ضلع فرخ آباد میں عرصہ پانچ ماہ سے احمدی مبلغین کام کررہے ہیں۔ اس اثنا میں انہوں نے ہر قسم کے دکھ اُٹھائے۔ بھوک۔ پیاس کی تکلیف برداشت کی دن رات پیدل چلنے کی وجہ سے ان کے پاؤں چھل گئے۔ ادھر آریوں نے بھی ہر ممکن ذریعے سے انہیں اذیتیں پہنچائیں۔ کہیں مارنے کی دھمکیاں دیں کہیں گالیاں دیں۔ کہیں گاؤں سے نکلوا دیا۔ مگر احمدی بہادروں نے ہر موقع پر شانتی سے کام لیا اور اپنے مسلم بھائیوں کی ہر طرح حفاظت کرتے رہے۔

ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ضلع فرخ آباد میں آریوں کی دال اب تک نہیں گلی۔ اور تقریباً ضلع ان کے پنجے سے بچ گیا۔ چنانچہ اب تک آریوں کی چھ ماہ کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ صرف دو گاؤں علاولپور جے سنگھا پور میں کچھ لوگوں کو مرتد کرسکے ہیں علاولپور کی نسبت ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ یہاں جو لوگ شدھ ہوئے ہیں۔ وہ عرصہ دس سال سے اسلام سے بہت دور تھے۔ بلکہ اسلام کے سخت دشمن تھے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو شدھ کرلینا کونسی بہادری ہے ٭

رہا۔ جے سنگھا پور۔ اسکی حقیقت سُن لیجئے یہ شدھی ۲۸۔ اگست کو ہوئی۔ یہاں کل سات مرد مرتد ہوئے جنمیں سے۔ ایک شخص اصل میں مرتد ہوا ہے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔ اور ایک کو روپیہ کے لالچ سے کیا گیا۔ باقی تین کو زبردستی کیا گیا۔ ایک شخص بنام ...... کے ہاتھ باندھ کر شدھ کیا گیا۔ عین شدھ ہونے کے وقت اس شخص نے پکار پکار کر کہا میں شدھ نہیں ہوتا میں شدھ نہیں ہوتا۔ مگر اس ستم خانے میں اس غریب کی آواز کون سنتا۔ جہاں چاروں طرف ظالم ہی ظالم کھڑے تھے۔ کیا اسی کا نام دہرم ہے۔ کیا ان واقعات کے ہوتے ہوئے بھی اسلام پر زبردستی کا الزام لگاتے ہوئے شرم نہ آئیگی ٭

عورتوں کا اسوقت عجیب عالم تھا۔ بیچاری شدھی کا نام سُنکر ڈر رہی تھیں۔ کیونکہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ مرتد ہونیوالے کی بیوی اور لڑکیاں ہرگز ہرگز شدھ ہونا نہیں چاہتی تھیں۔ چنانچہ جس وقت ان کے پاجامے اُترواکر دھوتیاں پہنائی گئیں۔ تو ان بیچاری بے کس دیویوں نے رونا شروع کردیا۔

صاحبان! جے سنگھا پور کی شدھی سے دو باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ ایک تو شدھی کی رفتار کا پتہ چلتا ہے کہ باوجود اتنی جد وجہد کے اور بے شمار روپیہ خرچ کرنے کے اور اس قدر بڑے بڑے راجے مہاراجے بلانے کے اور بے انتہا شان وشوکت دکھانے کے صرف سات مرد مرتد ہوتے ہیں ٭

دوسرے یہ کہ آریہ لوگ کس طرح بیدردی اور زبردستی سے ملکانوں کو بے بس کرکے شدھ کررہے ہیں۔ لیکن آخر ظلم کب تک چلیگا۔ اگر کمزور اور نادار مسلمان اس کا بدلہ نہیں لے سکتے۔ تو وہ منتقم حقیقی تو ضرور انتقام لیگا۔ کیونکہ ظلم کبھی نہیں پھلتا ٭

خاکسار۔ محمد شفیع اسلم انسپکٹر ضلع فرخ آباد

## آگرہ میں فساد

محرم خیریت سے گذر گیا۔ مگر محرم کے بعد جو رسم تیجا ہوتی ہے اسپر آگرہ میں فساد ہوگیا۔

وجہ فساد یہ ہے کہ تعزیہ دار اپنا تعزیہ لیکر ایک مندر کے پاس سے گذر رہے تھے۔ شب کے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ یہ کوئی ہندوؤں کی سندھیا کا وقت نہ تھا۔ مگر باوجود اسکے انہوں نے تعزیہ داروں کو باجا بجانے سے روکا۔ وہ نہ رکے۔ ادھر سے سنگ باری کی گئی اور بندوق کے فائر بھی ہوئے معاملہ نے طول کھینچا۔ جانبین کی موت واقع ہونے کی اطلاعات شہر میں گھوم رہی ہیں۔ دکانوں کے جلنے کے واقعات بھی ہوئے ہیں۔ ہم نہ واقعات پر بحث کرنا چاہتے ہیں نہ کسی کو الزام دینا۔ کیونکہ مختلف افواہیں سننے میں آرہی ہیں جن پر تنقید کرنا اور صحیح خبر نکالنا ہمارے لئے مشکل ہے۔ مگر جہانتک باعث فساد کا تعلق ہے اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ اس کی ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

# سکھوں کے متعلق آریوں کا شرمناک رویہ

آریہ ستیارتھ پرکاش کے اس حصہ کو بالکل نظر انداز کر کے جس میں سکھ مذہب کے بزرگوں کی شان میں نہایت ہی ہتک آمیز اور شرمناک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور جن کے متعلق الفضل کے گذشتہ پرچوں میں لکھا گیا ہے۔ سکھوں کو اپنا ہم مذہب قرار دیتے۔ اور ان سے گلے ملنے کے لئے سخت بیتابی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن کیا فی الواقع آریہ اپنی فطری نیش زنی اور کینہ توزی کو ترک کر کے سکھوں سے ملاپ کی کوشش کر رہے ہیں۔ یا یہ بھی ان کی چالبازی ہے۔ اس کے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ سکھ صاحبان جو خود ہوشیار قوم ہے۔ اس کی اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔ سکھ اخبار رائل گزٹ نے اپنی تازہ اشاعت میں ایک مضمون لکھا ہے۔ جس کے چند اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

ہم عرصہ سے اس امر کو نہایت دکھ کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ بعض آریہ احباب جو آج کل پکے ہندو بنے ہوئے ہیں۔ ہندوؤں اور سکھوں میں آتش عناد بھڑکانے کے لئے مقدور بھر کوشش کر رہے ہیں۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کو انہوں نے آپس میں خوب لڑایا اور ہندو مسلم اتحاد کا خاتمہ کر چکنے پر اب یہ حضرات ہندو سکھ اتحاد کا مرتک سنسکار کرنے پر تل بیٹھے ہیں۔ بات بات پر ہندو سکھ سوال بنا کر ہندوؤں کو سکھوں کے خلاف بھڑکایا جا رہا ہے۔ پہلے تو سکھوں کے خلاف ہی زہر اگلتے رہتے تھے۔ مگر اب انہوں نے ہمارے "ست گورو" ہماری ماتاؤں اور ہمارے بزرگوں کے خلاف ہتک آمیز غلط فہمیاں پھیلانے کا جو سلسلہ جاری کیا ہے۔ اس سے ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ اور اب زیادہ دیر تک ان اصحاب کی ایسی کمینہ حرکتوں پر خاموش نہیں رہ سکتے۔

کچھ عرصہ سے بھائی پرمانند ایم اے اور دیگر ایسے ہی اصحاب کی طرف سے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ گورو گوبند سنگھ کے بندہ یعنی غلام بندہ بہادر کو ہندوؤں کا ہیرو بنایا جائے۔ اور اس سلسلہ میں بندہ بہادر کو شری گورو گوبند سنگھ مہاراج کے مقابلہ میں کھڑا کیا جائے۔ تا کہ ہندوؤں کی توجہ شری گورو صاحبان کی طرف سے ہٹ کر بندہ بہادر کی طرف مبذول ہو جائے۔ اگر ہندو یا آریہ اصحاب بندہ کو اپنا اوتار (خدا) بنانا چاہیں تو ہمیں اس کی پروا نہیں بلکہ ہمارے لئے یہ فخر کا مقام ہو گا کہ ہمارے گرد کے ادنےٰ بندے کو انہوں نے اپنا پیغمبر اوتار یا دیوتا بنا لیا ہے۔ لیکن اس صورت میں ہم ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ تاریخ کو جھٹلا کر غلام کو آقا کے برابر یا اس سے بھی بڑھ کر ثابت کرنے کی کوشش کی جائے اور ہماری ماتاؤں پر رشوت خوری کا الزام لگانے کی کوئی نہایت کمینہ و بزدلانہ کوشش کی جائے۔ آریوں کے اخبار "پرکاش" میں بھائی پرمانند کی کتاب کے اوتار پر بندہ بہادر کے حالات شائع کئے ہیں جس میں لکھا ہے کہ "بیراگی بندہ ہندوؤں کے گھر پیدا ہوا اسی جاتی کیلئے ساری عمر لڑتا رہا۔ اس لئے ہندوؤں کیلئے بابا بندہ کا درجہ گورو گوبند سنگھ سے کچھ کم نہیں ہے۔"

کیا بھائی پرمانند سینہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر سکھ بابا بندا کیا تھ نہ ہوتے۔ اگر گورو گوبند سنگھ جی بابا بندا کو برکت نہ دیتے تو کیا جو کچھ اس نے کیا وہ ہندوؤں کی امداد سے کر سکتا؟ کیا یہ بالکل جھوٹ اور محض بکواس نہیں ہے۔ کہ بابا بندا نے ہندوؤں کی امداد سے تمام فتوحات حاصل کیں۔ اگر یہ سچ ہے تو ہم بھائی پرمانند کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس کے کسی ایک بھی ہندو جرنیل یا لفٹنٹ کا نام لکھیں جو ان کی خاطر کسی لڑائی میں بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا ہو۔ اگر بابا بندا ہندوؤں کا لیڈر تھا اور ہندوؤں کے بل بوتے پر ہی اس نے تمام فتوحات حاصل کیں تو جب سکھ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ تو پھر اس کی فتوحات کا سلسلہ ختم کیوں ہو گیا۔ وہ پکڑا کیوں گیا؟ کیا اس کے ساتھ کسی بھی ہندو نے دہلی میں سر دیا؟ ہمارا پس خوردہ کھانے والے بھی ہو۔ اور اکڑتے بھی ہو۔ یہ مانا کہ آپ کی کوئی تاریخ نہیں۔ اور ہندوؤں کو جگانے کے لئے آپ کو ہماری تاریخ سے خوشہ چینی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ لیکن خدا کے لئے ہماری "تاریخ کو تو خراب نہ کرو۔

اسی مضمون میں لکھا ہے کہ بندہ بہادر کے مارے جانے پر بادشاہ نے خالصہ کی ہمت کی تعریف کی اور ماتا کو بہت سادھن دیا۔

ہم اس نہایت کمینہ الزام کا نہایت دندان شکن جواب دینا چاہتے ہیں۔ لیکن عام ہندوؤں کی دل آزاری کا خیال مانع ہے۔ یہ بالکل بکواس اور محض جھوٹ ہے ماتا جی نے اپنے دھرم کی حفاظت کیلئے یہ حکم دیا تھا؟ سکھوں کا دھرم دس گوروؤں کے بعد کسی کو حق نہیں دیتا۔ کہ وہ عام سکھوں سے اپنے درجہ کو اعلیٰ خیال کرے۔ بندہ فتوحات کے نشے میں جب ست گورو کے تمام احکام کو بھولنے لگا مشرک و ظالم بن گیا۔ عیاش بنایا گیا۔ تو سکھوں کی ماتا کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے شخص سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیں۔ اور اس مذہب کو تباہ ہونے سے بچائیں جس کی خاطر ان کا تمام گھرانہ قربان ہو گیا۔ اور جو واہگورو اکال پورکھ کا اپنا مذہب ہے

ہم اپنے آریہ دوستوں سے التجا کرتے ہیں جو بندہ بہادر کو اپنا گورو ماننے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ کہ اگر ہماری تاریخ سے اپنی روایات بناتی ہیں۔ اور ہمارا پس خوردہ کھانا ہے تو ہمیں ہی بدنام کر کے نہ کھاؤ۔ ہم ان کی مشکلات کو بخوبی محسوس کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ ان کی کوئی روایات نہیں۔ ان کی کوئی تاریخ نہیں۔ گذشتہ ایک ہزار برس کی تاریخ میں انہیں اپنے حق میں سوائے بھاگتے شکست کھاتے غلام بنائے جانے اور بزدلی دکھانے کے کوئی شاندار روایت نہیں ملتی۔ تو بیشک ہماری تاریخ کا آسرا لیں۔ ہماری روایات بنائیں۔ لیکن خدا کے لئے۔

"سیکھ نہ دیجئے باندرا جو بئے کا گھر جائے"

کے مصداق اگر اپنا نہیں تو ہمارے آشیانہ تاریخ کو نہ اکھاڑ پھینکیں۔ خدا کے لئے ہندو اور سکھوں میں دوامی عناد ڈالنے سے پرہیز کریں۔ اور وہ حالت پیدا نہ کریں۔ جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ان کی مہربانی سے پیدا ہو چکی ہے۔

# مختصر تازہ خبریں

—— مسٹر محمد علی صاحب کو ۲۹ اگست کو جھانسی جیل سے رہا کر دیا گیا۔

—— لالہ لاجپت رائے نے کونسلوں میں داخلہ کے حق میں رائے دی ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر کانگریس کے اسپیشل اجلاس دہلی میں دونوں پارٹیوں میں کوئی سمجھوتہ نہ ہوا۔ تو وہ کانگریس سے علیحدہ ہو جائینگے

—— حافظ محمد احمد صاحب ایڈیٹر زمیندار کو دو سالہ قید کی سزا ہوئی۔

—— سابق خلیفۃ المسلمین سلطان ٹرکی اور سابق وزیر اعظم ٹرکی کو ترکان احرار نے معافی نہیں دی۔

—— اتحادیوں نے قسطنطنیہ کو خالی کر دینے کی کارروائی شروع کر دی ہے۔

—— ایڈیٹر اخبار تیج دہلی کو گرفتار کر لیا گیا ہے

—— میونسپلٹی ملتان کے جن ہندو ممبروں نے استعفے دیئے تھے۔ وہ منظور کر لئے گئے ہیں۔

—— جاپان میں ایک خطرناک زلزلہ آیا۔ جس سے یوکوہامہ شہر میں آگ لگ گئی۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ دس ہزار نفوس کی جانیں تلف ہوئی ہیں۔

—— یونان نے اٹلی کے ایک وفد کو قتل کر دیا تھا جسکی پاداش میں اٹلی نے یونان کے جزیرہ کارفو اور اس سے ملحقہ دو اور چھوٹے جزیروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ کارفو کے قلعوں پر اطالیوں نے گولہ باری کی۔ گورنر اور دس یونانی افسروں کو جہاز پر نظر بند کر لیا۔

—— سہارنپور میں ۱۲۱ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔ اور ڈاکے کے ۲ مقدمات سشن سپرد کر دیے گئے ہیں

—— انتخابات آئرلینڈ میں ڈی ولیرا منتخب ہو گئے ہیں

—— الہ آباد سے تحریک شروع ہوئی ہے کہ مہابیر دل کے مقابلہ میں مسلمان علی غول قائم کریں۔

—— حکومت نظام نے اس بات کی تردید شائع کی ہے کہ ڈاکٹر لیتھ دکن حکومت سے دست بردار ہو گئے ہیں۔

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

# کھلا اعلان



## از دکان محمد یامین تاجر کتب قادیان

بعض مجبوریوں کے باعث دوستوں پر اپنے حالات ظاہر کرتا ہوں۔ ورنہ سوائے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی و بعض چند اشخاص دوسروں کو معلوم نہیں ہے۔ چونکہ ہر مشکل کے وارد ہونے کی بنا اپنی ہی غلطی و قصور ہوتا ہے۔ اسی واسطے میں خدا کی حضور توبہ استغفار کرتا ہوں۔ اور ہر قسم کی نصرت خدا ہی سے چاہتا ہوں۔ احباب میرے لئے دعا بھی کریں۔ اکثر احباب مجھ سے واقف ہیں۔ کچھ عرصہ سے میں بعض مالی مشکلات کے باعث قرضدار ہو گیا ہوں موجودہ حالت میں کسی کتاب کے چھپوانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ قرضداری کا سبب صرف یہی ہے کہ بعض ایسی کتب چھپ گئیں جنکی فروخت رہ گئی اس کے بعد علاقہ ارتداد میں جانے کے باعث تین چار ماہ دکان بند رہنے کے سبب بھی لوگ مجھ کو بھول گئے۔ نیز کچھ مدت سے احباب کیطرف سے کتابوں کے آرڈر آنا بھی بند ہیں۔ اور تازہ کتب بھی فروخت نہ ہوئیں۔ غرضکہ ان امور کے باعث تین ہزار بارہ سو روپیہ کا مقروض ہو گیا۔ اب اس بوجھ کیطرف سے بڑا خیال اور پریشانی ہے۔ اور کئی قسم کی حیرانی و پریشانی کو دیکھتے ہوئے اعلان کی نوبت آئی۔ احباب اگر ہمدردی فرمادیں تو مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ میں دوستوں سے چندہ کی مدد نہیں مانگتا بلکہ قرض کی ادائگی کی صورت نکالی ہے۔ احباب اگر توجہ فرمادیں تو جن کتب کا اشتہار دیتا ہوں۔ انمیں سے ہر ایک احمدی بھائی کم از کم ایک ایک روپیہ کی اور ذی استطاعت جس قدر زائد خرید فرماسکیں خرید فرمادیں چنانچہ میں نے دوستوں کی سہولیت کیلئے ان کتب میں غیر معمولی رعایت بھی کردی ہے۔ تاکہ ایک بھائی کی مدد بھی اور تبلیغ میں آسانی بھی ہو جائے نیز ہر قسم کی کتب کی خریداری پر خاکسار کو یاد رکھیں۔ اس صورت میں بھی مدد ہو سکتی ہے۔ امید ہے احباب میرا اعلان پڑھکر خالی نہ چھوڑ ینگے۔ والسلام خاکسار محمد یامین

### تبلیغی ٹریکٹ

| نام | قیمت | رعایتی | نسخے |
|---|---|---|---|
| احمدی و غیر احمدی میں کیا فرق ہے | فی ار | رعایتی عہ | عہ کے ۲۵ نسخے |
| ختم نبوۃ مصنفہ میر محمد اسحٰق صاحب | 〃 | 〃 | 〃 |
| وفات مسیح ناصری | 〃 | 〃 | 〃 |
| شناخت مسیح موعود | 〃 | 〃 | 〃 |
| ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب | 〃 | 〃 | 〃 |
| تطبیق براہین | 〃 | 〃 | 〃 |
| ایک غلطی کا ازالہ | ۳ر | ۰ر | عہ کے ۴۰ نسخے |
| وفات مسیح بر آیات قرآنی | 〃 | 〃 | 〃 |
| نظم چولا بابا نانک صاحب | 〃 | 〃 | 〃 |
| مخمس وفات مسیح | ۰ر | ۳ر | عہ کے ۸۰ |
| تعلیم المہدی | ۱ر | ار | عہ کے ۲۰ |
| عصائے حق | ۲ر | ار | عہ کے ۲۰ |
| خاتم النبیین کی شان کا اظہار | ۱ر | لـہ ر | عہ کے ۱۲ |
| قصہ رام دئی | ار | ۳ر | عہ کے ۲۵ |
| نقشہ وفات مسیح | ۳ر | ۲ر | عہ کے ۱۰ |
| اثبات نبوت | ۴ر | ۲ر | عہ کے ۱۰ |

### نئی نئی کتب

| نام | قیمت | رعایتی | نام | قیمت | رعایتی |
|---|---|---|---|---|---|
| کلام محمود حصہ دوم | ۵ر | ۴ر | عربی بول چال | ۴ر | ۲ر |
| تقریر سیالکوٹ | ۴ر | ۱۲ر | المسیح الموعود | ۰ر | ـ |
| قادیان گائڈ | ۷ر | ۴ر | نغمہ اکمل پر ششم حصہ | ۱۳ر | ۸ر |
| قاعدہ عربی نو ایجاد | ۲ر | ار | مجموعہ آمین | ۰ر | ۰ر |
| گلدستہ احمدیہ حصہ اول | ۳ر | ۲ر | اسرار نہانی | ۲ر | ار |
| 〃 دوم | ۳ر | ۲ر | ہدایات | ۲ر | ۰ر |
| 〃 سوم | ۳ر | ۲ر | اچھا عقیدہ | ار | ۰ر |
| فضل حق | | ـ | ایقاظ النائمین | ار | ۰ر |
| نور فرقان | | ار | ہدیہ ثاقب | ۲ر | ۰۱ر |
| احمدی جنتری سنہ ۲۱ء | ۳ر | ار | نقشہ صرف و نحو | عہ | ۸ر |
| 〃 ۱۹۲۲ء | ۳ر | ار | چہل حدیث قطعہ | ار | ۰ر |
| 〃 سنہ ۱۹۲۳ء | ۲ر | ار | وفات مسیح قطعہ | ار | ۰ر |
| ہر قسم کے نئے قطعات | ۸ر | ۴ر | صداقت مسیح قطعہ | ار | ۰ر |
| **رد آریہ** | | | | | |
| قول الحق | ۲ر | ۲ر | کرشن لیلا | ـ | ۰ر |
| شری نہ کلنک | ۸ر | ۴ر | مجدد کابل | ۴ر | ۳ر |

### متفرقات

| نام | قیمت | رعایتی | نام | قیمت | رعایتی |
|---|---|---|---|---|---|
| پارہ عم مترجم | ۱۲ر | ار | ریاض النور | ۴ر | ۲ر |
| صداقت مسیح موعود | ۲ر | ار | اسرار المکتوم | ۵ر | ۲ر |
| حیات النبی مجلد | ۴ر | ۱۲ر | رویاء صالحہ | ۴ر | ۲ر |
| 〃 بلا جلد | ۱۲ر | ۶ر | شہادت آسمانی | ۵ر | ۲ر |
| تشحیذ کے پرچے | ۳ر | ۲ر | اعلام الناس اول حصہ | ۶ر | ۳ر |
| ریویو کے پرچے | ۳ر | ۲ر | بنگال کی دلجوئی | ار | ۰ر |
| ثنائی چکر | ۰ر | ـ | نبی اللہ کا ظہور | ۵ر | ۳ر |
| گورنمنٹ کے ۴۰ برکات | عہ | ۲ر | خصوصیات اسلام | ۲ر | ۱ر |
| **رد عیسائیت** | | | | | |
| آیات بینات | ۴ر | ۲ر | النصح | ۲ر | ار |
| نیر اسلام | ۵ر | ۲ر | حق کا پرچار | ۴ر | ار |
| یرمیاہ نبی کی پیشگوئی | ۰ر | ـ | بائبل کا پرچار | ار | ۰ر |
| **پنجابی منظوم** | | | | | |
| کامن راج بی بی | لـہ | ار | اظہار الحق | لـہ | ار |
| سچ بیان ہر دو حصہ | ۵ر | ۳ر | سفید منارہ | ۵ر | ار |
| بارہ ماہ | ۲ر | ار | نصیحۃ المسلمین | شر | ۰ر |

## تمام درخواستیں بنام محمد یامین تاجر کتب قادیان (پنجاب)

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا۔)